میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: محمود مرزا جہلمی
مدیر ہفت روزہ "صدائے مسلم"، جہلم

حضور اقدس سیدنا و مولانا محمد ﷺ فداہُ ابی و اُمّی، کا دنیا میں تشریف لانا، اس انقلاب کا نقطہ آغاز تھا جو اللہ جل دعلا نے آپ ﷺ کے ذریعے اس دنیا میں ایک مثالی معاشرہ قائم کرنا تھا، جس کی نظیر رہتی دنیا تک ایک دلیل کے طور پر باقی رہنا تھی۔ مکہ یا جاہلی عرب ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر بسنے والی اس دور کی نام نہاد متمدن ومہذب اقوام کے ہاتھوں انسانیت اتنی ذلیل ہو چکی تھی کہ وہ اس دنیا سے پردہ کر گئی تھی۔ یہ عالم گیر انحطاط صرف سیاسی یا اخلاقی نہ تھا بلکہ یہ ایک عالم گیر معاشرتی زوال بھی تھا جس میں حسنِ معاشرت، کا نام بھی عنقا ہو چکا تھا۔ اہلِ مکہ اور جاہلی عرب تو خیر تھے ہی جاہلِ مگر ان کی جن برائیوں کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے، وہ برائیاں کوئی دس مرتبہ شدت کے ساتھ ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں، جو جزیرہ نمائے عرب میں رائج تھیں۔ دختر کشی، راہ زنی، بت پرستی اور خوں ریزی، پورے کرۂ ارض کا دستور تھا۔ اس سارے معاشرتی، سیاسی اور تمدنی فساد کا علاج بظاہر ناممکن تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس پورے عالم گیر سسٹم کے خلاف اصلاح کی کوئی آواز نہ اٹھی تھی۔

جزیرہ نمائے عرب کے باشندے اپنے دشوار جغرافیائی اور موسمی حالات کی وجہ سے حد درجہ اکھڑ مزاج تھے اور کسی نظم حکومت کو قبول کرنا اپنے لئے باعثِ ہتک خیال کرتے تھے۔ یہ خود سری انہوں نے ان سنگلاخ چٹانوں سے حاصل کی تھی جو تپتے صحراؤں میں صدیوں سے کھڑی تھیں مگر صحرائے عرب کی آتش آمیز تپش بھی انہیں پگھلا نہ سکی تھی۔ انسانیت ان کی ستم رانیوں سے بلبلاتی تو تھی مگر اس کی فریاد کہیں نہیں سنی جاتی تھی۔ نوزائیدہ دختر زندہ درگور ہوتے وقت جو چیخ مارتی اس سے پہاڑوں کے دل تو دہل جاتے مگر سنگدل باپ پر بے اثر رہتی۔ غلاموں کی چمڑی، بے رحم آقا ادھیڑتے اور دنیا کا ہر ستم ان پر روا رکھتے مگر لات وعزیٰ کے بت خدائی کے چبوترے پر کھڑے صرف تماشا ہی دیکھتے کیونکہ وہ اس سے آگے کچھ بھی نہ کر سکتے بلکہ "تماشا دیکھنا، صرف اصطلاح کے طور پر ہے ورنہ یہ پتھر کے ٹکڑے تھے۔ کیسا دیکھنا اور کیسا ان کا سننا؟؟

آخر کار بارگاہِ صمدیت سے لاچار انسانیت کے نالوں کا جواب آیا اور اس کی نجات کیلئے جناب سیدنا و مولانا محمد ﷺ رسولِ رحمت بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ اور صرف 23 سال پیغمبرانہ زندگی میں ایک ایسا صالح انقلاب برپا کیا جو واقعاتِ عالم میں فقید المثال اور عدیم النظیر ہے۔ آپؐ کا انقلاب ایک اصلاحی دعوت پر مبنی تھا۔

اس کے پیچھے کوئی فوجی قوت، ریاستی طاقت یا برادری کی وحدت نہ کارفرما تھی۔ توحید کا سبق، اہلِ مکہ کے لئے بڑا ہی ناگوار تھا مگر حضور اقدس ﷺ نے تیرہ سالہ مکی زندگی میں سب سے زیادہ زور اسی پر دیا اور بڑی ہی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ پتھر اور طعن وتشنیع کے تیر کھانے کے بعد بھی اس موقف سے بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹے۔ سو توحید اس انقلاب کا جزوِ اعظم تھا۔ یہ دین، اللہ کا دین ہے جو جانتا ہے کہ کسی بھی قوم کی وحدت، ایک الہٰ کے وجود سے قائم رہ سکتی ہے۔ اسلام اپنی وحدت کسی نسب، کسی قومیت اور کسی لسانی وحدت پر قائم نہیں کرتا بلکہ وجودِ باری تعالیٰ کی وحدانیت کے حوالے سے اپنے پیروکاروں کو توحید کا پابند کرتا ہے۔ فرقہ بندی اور افتراق ونزاع کی ہر صورت کے پیچھے شرک کسی نہ کسی صورت میں کارفرما ہوتا ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے کارِ نبوت کی ادائیگی میں اولین توجہ توحید باری تعالیٰ کے مسئلہ پر دی اور فتح مکہ کے بعد اولین کام بیت اللہ شریف سے معبودانِ باطل کا انہدام واخراج تھا۔ سو بعثتِ نبوی ؐ کا اولین مقصد قیامِ توحیدِ الٰہیہ تھا اور یہی امت کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ سو ہم تمام برادرانِ اسلام پر زور دیتے ہیں کہ عقیدہ توحید کی ستواری میں خاص طور پر ساعی رہیں۔ ''شرک ظلم عظیم ہے'' جو لوگ اسے روا رکھتے ہیں وہی دنیا میں ناانصافی، حق تلفی، غریب کشی اور مسکین دشمنی جیسے ظلم کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہمارے لئے باعثِ رحمت ہے۔ آپ ؐ جہانوں کے لئے رسولِ رحمت بن کر آئے۔ حتیٰ کہ چرند وپرند بھی آپ ؐ کی رحمت سے فیض یاب ہوئے۔ ہم اپنی خوبیِ قسمت پر نازاں ہیں کہ ہم اس نبی رحمت ﷺ کے امتی ہیں۔ ہم آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت کے تابع ہیں اور اس ہدایت میں کسی کی بیشی کے روادار نہیں ہیں۔ ہم جس طرح اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کو ظلم عظیم کہتے ہیں، ٹھیک اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث وسنت میں کسی دوسرے کی ہدایت کو ملانا بھی ''ظلم عظیم'' ہی کہتے ہیں۔ میلاد النبی کو عید کے طور پر منانا ہمارے ہاں مروج نہیں۔ اس لئے نہیں کہ ہم اس کے منکر ہیں بلکہ اس لئے اس یوم مبارک کو خود حضور ﷺ، آپ ؐ کے صحابہ کرامؓ اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ نے اسے عید کے طور پر نہیں منایا ہے۔ حضور ﷺ کے اوصافِ حمیدہ اور آپ ؐ کی سیرتِ طیبہ کے بیان سے ہماری زبانیں تھکتی نہیں ہیں۔ آپ ﷺ پر درود وسلام ہماری نمازوں کا حصہ اور ہماری زبانوں کا وظیفہ ہے۔ ہم اسے منانے کیلئے اس مردود ابولہب کے فعل کو سند کے طور پر نہیں لیتے جس پر قرآن میں لعنت آئی ہے حضور ﷺ کی پیدائش کی خبر پا کر لونڈی کو آزاد کرنا اور پھر مرنے کے بعد کسی کو خواب میں اپنی ناری زندگی کا احوال بتانا اور پیر کے روز اپنی انگلی سے شربت چوسنا وغیرہ ہمارے نزدیک لائق اعتنا نہیں ہیں کیونکہ کفار کے متعلق ان کی سزا کے بارے میں یہ حکم قرآن میں مذکور ہے۔ ﴿فلا یخفف عنهم العذاب ولا هم ینظرون﴾ کہ ان کے عذاب میں نہ تو کوئی کمی ہوگی اور نہ ہی ان کو مہلت ملے گی۔